International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
https://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/index *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.3 (2024)
(July-September)

Comparative Analysis of the Concept of Narcissism from the Perspectives of Modern Psychology and the Teachings of Imam Al-Ghazali

خودپرستی(نار سیسسزم): علم نفسیات اور امام غزالی کے نظریات کی روشنی میں،ایک تقابلی مطالعہ

Humera
PhD Scholar, Department of Islamic Studies and research UST, Bannu
Dr Muhammad Fakhar Ud Din
Lecturer, Department of Islamic Studies and research UST, Bannu

Abstract

This research paper presents a comparative analysis of the concept of narcissism from the perspectives of modern psychology and the teachings of Imam Al-Ghazali, one of the most influential scholars in Islamic philosophy and spirituality. Narcissism, characterized by excessive self-love, egoism, and a lack of empathy, has been extensively studied in the field of psychology, where it is often viewed as a personality disorder with significant implications for mental health and interpersonal relationships. In contrast, Imam Al-Ghazali, writing in the 11th century, approached the concept of excessive self-regard from a moral and spiritual perspective. His works, particularly those on ethics and the purification of the soul (*Tazkiyah al-Nafs*), offer deep insights into the dangers of egotism and the importance of humility in achieving spiritual growth. This paper explores the intersections and divergences between these two viewpoints. It begins by outlining the psychological understanding of narcissism, including its symptoms, causes, and treatment approaches. The paper then examines Imam Ghazali's treatment of the self, ego, and moral discipline, highlighting his teachings on the perils of narcissism and the virtues of self-restraint and self-awareness. By comparing these perspectives, the research aims to provide a holistic understanding of narcissism that incorporates both modern psychological insights and classical Islamic wisdom. The study also reflects on how Imam Ghazali's teachings can contribute to contemporary discussions on mental health, particularly in addressing issues of self-centeredness and moral decay in modern society.This comparative analysis underscores the relevance of integrating spiritual and psychological approaches in addressing complex human behaviors. It concludes that while modern psychology provides a clinical framework for understanding and treating narcissism, Imam Ghazali's insights offer valuable

guidance on cultivating humility and moral integrity, which are essential for both individual well-being and societal harmony.

Keywords: Comparative Analysis, Narcissism, Perspectives. Psychology, Imam Al-Ghazali

خود پرستی کے لئے نرگسیت اور جدید سائیکالوجی میں نار سیسسزم کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ ناسیسزم کا لفظ ایک یونانی کہانی سے لیا گیا۔ نار سیسس نامی شخص پانی میں اپنے عکس کو دیکھ کر اپنی محبت میں گرفتار ہو گیا، اسی کو دیکھتے گیا حتیٰ کہ اس کی موت واقع ہو گئی اور اس جگہ پانی میں نرگس (اس پھول کا جھکاؤ اپنی طرف ہوتا ہے) کا پھول کھلا ([1]) ۔ سائیکالوجی میں ہیولاک اور سگمنڈ فرائڈ نے اس اصطلاح کو سب سے پہلے استعمال کیا۔ 1911ء میں آٹو رینک نے اس پر پہلا پیپر شائع کیا اور اس کو خود تعریفی اور خود نمائی کے ساتھ جوڑا۔ 1914ء میں فرائڈ نے اس پر کام کیا ۔ 1939ء میں انسان کی اپنی ذات کو اہمیت دینے، عزت نفس اور غیر صحت مند خود پرستی میں فرق کر کے 1980ء میں نار سیسسزم کو با قاعدہ شخصیت کا عارضہ تسلیم کیا گیا ۔ [2]

خود پرستی ایک خاص قسم کی نفسیاتی کیفیت ہے خود پرست خبط عظمت ذات میں مبتلا ہوتا ہے۔ خود ساختہ وقار اور اپنی اہمیت سے متعلق شاندار خیالات رکھتا ہے، اپنی کامیابی اور طاقت کے گھمنڈ میں کھو یا رہتا ہے وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کیے بغیر دوسروں سے خاص ہمدردی چاہتا ہے، اپنے مقاصد کے لیے دوسروں کا استحصال کرنے میں نہیں ہچکچاتا۔ ایسی شخصیت کا حامل فرد مسلسل توجہ اور ستائش چاہتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اسے صرف اعلیٰ درجے کے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ حسد اور غلط نظریات کی وجہ سے ان کے دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات کبھی اچھے نہیں ہوتے۔ تکبر اور بڑائی اس کے اندر موجود ہوتی ہے۔ ان کے لباس، انداز، چال ڈھال اور گفتگو کے ذریعے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

خود پرستی کی اقسام :

انسان کے پاس جب کوئی نعمت ہوتی ہے تو اس کے حوالے سے اس کی سوچ کا زاویہ تین طرح کا ہوتا ہے اور اسی سوچ کی بنیاد پر خود پرستی کی جائز اور مذموم حالت کا تعین ہوتا ہے۔

1) وصف کمال (علم، عبادت، حسن وجمال، ذہانت، محنت، پیسہ، ولایت، نسب وغیرہ) کی موجودگی میں اس کے زوال یا خاتمے کا خوف ہو (یہ اندیشہ اسے سر کش نہیں ہونے دیتا) تو ایسا آدمی خود پرست نہیں ہوتا۔

---

1. https://www.greekmyths-greekmythology.com/narcissus-myth-echo/

2 personality disorders, toward DSM-5, William O 'Donohue, Katherine A.Fowler,Scott Lilienfeld ,p 59,2007 by Saga publication ,inc

وصف کمال کے زوال کا خوف نہیں ہوتا لیکن نعمت کو اللہ کی عطا جانتا ہے یہ بھی خود پرستی نہیں۔ان دو اقسام کی گنجائش ہے (2

تیسری حالت ہے کہ انسان کمال (یا صرف اعتقاد ہو کہ کمال ہے) کے زوال کا خوف نہیں رکھتا بلکہ اسے کمال کی وجہ سے سربلندی کا سرور ہوتا ہے (3 ،اس کے نفس کو اس سے سکون ملتا ہے۔ساتھ ہی وہ اس نعمت کو اپنی ذات سے منسوب کرتا ہے اس کے عطیہ خداوندی ہونے کا یقین نہیں رکھتا۔یہ خود پرستی ہے[3]۔

دو بنیادی اقسام ہیں (اس کی مزید درجہ بندی بھی ہوئی ہے) جدید علم نفسیات میں صحت مندانہ خود پسندی ایک مضبوط شخصیت کی تکمیل کے لئے (1 ضروری ہے۔انسان خود اعتماد اور حقیقت پسند ہو،اس میں اپنی اور دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھنے اور حق بات کے لئے آواز اٹھانے کی صلاحیت ہو ۔یہ نا سیسزم کی محمود قسم ہے۔[4] ۔خوش اور آزادانہ زندگی گزارے

۔مذموم قسم ہے۔جس کے متعلق اس مقالہ میں بحث ہے۔(2

DSM- 5[5] کے مقرر کردہ معیار کے مطابق نارسیسزم 9 بری خصلتوں کا مجموعہ ہے۔

A pervasive pattern of grandiosity (in fantasy or behavior), need for admiration, and lack of empathy, beginning by early adulthood and present in a variety of contexts, as indicated by five (or more) of the following:
(1) has a grandiose sense of self-importance (e.g., exaggerates achievements and talents, expects to be recognized as superior without commensurate achievements)
(2) is preoccupied with fantasies of unlimited success, power, brilliance, beauty, or ideal love
(3) believes that he or she is "special" and unique and can only be understood by, or should associate with, other special or high-status people (or institutions)
(4) requires excessive admiration
(5) has a sense of entitlement, i.e., unreasonable expectations of especially favorable treatment or automatic compliance with his or her expectations

---

[3] .امام غزالیؒ،احیائے علوم الدین،مترجم: محمد صدیق ہزاروی،جلد:3،ص 834،پرنٹر: کارواں پریس دربار مارکیٹ لاہور

[4] https://childrenofnarcissists.org.uk/healthy-narcissism-vs-unhealthy-narcissism

[5] The Diagnostic and Statistical Manual of Mental Disorders, often known as the “DSM,” is a reference book on mental health and brain-related conditions and disorders. The American Psychiatric Association (APA) is responsible for the writing, editing, reviewing and publishing of this book.

(6) is interpersonally exploitative, i.e., takes advantage of others to achieve his or her own ends
(7) lacks empathy: is unwilling to recognize or identify with the feelings and needs of others
(8) is often envious of others or believes that others are envious of him or her
(9) shows arrogant, haughty behaviors or attitudes (6)

خود پرست (نوجوانی میں یعنی شعور حاصل ہو) میں عظمت ذات و توقیر ذات کے قوی رجحانات پائے جاتے ہیں۔اس سوچ کے مالک لا محدود طاقت ،ذہانت، خوبصوتی، کامل محبت کے ساتھ ساتھ اپنے یکتا ہونے کے تخیل میں کھوئے رہتے ہیں۔اپنی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کے بیان کرتے ہیں۔دوسروں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ان کا مطمع نظر صرف اپنی خوشی ہوتی ہے۔اپنے آپ کو دوسروں کی جگہ پر رکھ کر کبھی نہیں سوچ پاتے۔اپنی اہمیت کے پیش نظر (ان کے اپنے خیال میں) دوسروں سے ناجائز توقعات رکھتے اور ان کا استحصال کرتے ہیں۔ غیر مطمئن، حاسد اور متکبر ہوتے ہیں۔

امام غزالی کا نقطہ نظر:

امام غزالی کی خود پرستی سے متعلق تعلیمات قرآن وحدیث ہی سے اخذ کردہ ہیں۔اسلام کے مطابق خود پرستی انسان کی شخصیت کے ساتھ ساتھ اس کی عاقبت کو بھی برباد کرتی ہے۔اکیونکہ خود پرست کا وصف خواہ علم کے حوالے سے ہو یا مال اور اعمال کی نسبت سے، وہ ان اوصاف کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرتا ہے۔اللہ کا فضل نہیں گردانتا۔جس کی مذمت قرآن وسنت میں وارد ہوئی ہے۔ جیسے کہ سورہ النجم میں فرمایا گیا ہے

[7]فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْط ہُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى-

"''تو تم خود کو بہت پاکباز نہ ٹھہراو۔ وہ اسے خوب جانتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتا ہے۔

،اسی طرح غزوہ حنین کے دن جب اسلامی لشکر اپنی تعداد اور طاقت پر اترا رہا تھا تو ان کو نقصان اٹھانا پڑا

[8]لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ

بلاشبہ یقیناً اللہ نے بہت سی جگہوں میں تمھاری مدد فرمائی اور حنین کے دن بھی، جب تمھاری کثرت نے تمھیں خود پسند بنا دیا، پھر وہ تمھارے کچھ کام نہ " "آئی اور تم پر زمین تنگ ہو گئی، باوجود اس کے کہ وہ فراخ تھی، پھر تم پیٹھ پھیرتے ہوئے لوٹ گئے۔

[6]https://www.vumc.org/psychiatry/sites/vumc.org.psychiatry/files/public_files/Personality%20Disorders%20Lecture%20Notes%202013-2014.pdf

[7]سورہ النجم، آیت:32

[8]سورۃ توبہ، آیت 25

اس غزوہ میں شامل ان لوگوں کو خود پسند کہا گیا۔ جنھیں اپنی کثرت پہ ناز تھا اور اسی صلاحیت کی وجہ سے فتح کو یقینی جانا۔ مگر انھیں مقصان اٹھانا پڑا۔

قرآن و حدیث نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے انسان کو اس کے نفس کے عوارض/باطنی بیماریاں سے آگاہ کیا۔ نفس کی تربیت کرنے اور عوارض سے بچنے کے تعلیم دی۔ صوفیاء نے نفس کی تربیت کے لئے باقاعدہ خانقاہیں قائم کیں۔ امام غزالی ایک عظیم ماہر علم نفس تھے، انھوں نے باطنی عوارض کے حوالے سے بہت کام کیا۔ امام غزالیؒ کی نظر میں خود پرست آدمی میں عموماً کوئی نہ کوئی صلاحیت ضرور ہوتی ہے جو اس میں اپنی ذات کی پرستش کا باعث بنتی ہے۔

امام غزالیؒ احیائے علوم الدین میں لکھتے ہیں۔

ایسے لوگوں میں کوئی نہ کوئی خصوصیت ضرور ہوتی ہے مگر وہ خوبی یا صلاحیت ان میں باطنی بیماریوں کا باعث بن جاتی ہے۔ خود پسندی ایسے وصف کی وجہ سے ہوتی ہے جو یقیناً کمال ہو[9]

امام غزالیؒ کے مطابق خود پرستی کئی ایک خصلت نہیں۔ ایک بری خصلت دوسری بری خصلت کو جنم دیتی ہے، آہستہ آہستہ انسان کی پوری شخصیت پر حاوی ہو جاتی ہیں۔

1) خود پرستی کا باعث بننے والے اوصاف دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک اختیاری، جن کو انسان نے خود منتخب کرتا ہے اور اس کے لئے مشقت اٹھاتا ہے مثلاً عبادت، تقویٰ، صدقہ، جہاد، تبلیغ، امتحان میں کامیابی، عہدہ وغیرہ۔ دوسرے غیر اختیاری، جن کے لئے انسان نے کوئی محنت نہیں کی مثلاً حسن و جمال، نسب، خوب صوت آواز، ذہانت، اولاد وغیرہ۔ اختیاری امور زیادہ خود پرستی کا باعث بنتے ہیں [10]

کیونکہ انسان یقین پیدا کر لیتا ہے کہ میں نے محنت کر کے یہ وصف پیدا کیا ہے۔ خود پرستی اگر صرف اگر صرف اپنے آپ کو پسند کرنے کی حد تک محدود ہے۔ باقی لوگوں سے کوئی سروکار، کوئی توقع نہیں ہے تو دوسروں کے لئے اذیت اور مسائل کا باعث نہیں بنتا، اگرچہ اپنے لئے ہوتا ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کوئی بھی خصلت عموماً ایک حد تک محدود نہیں رہتی، اگر ہم اس کی آبیاری کرتے رہیں تو کسی بیج سے اگنے والے پودے کی طرح پھلتی پھولتی ہے اور ایک دن تناور درخت بن جاتی ہے۔ اس کی جڑیں اتنی گہری ہو جاتی ہیں کہ ہم خود بھی اکھاڑنا چاہیں تو اکھاڑ نہیں پاتے۔

2) خود پرست دوسروں سے اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ وہ اس کے نخرے اٹھائیں، اس کی خدمت کرے، اس کی بات مانے، اس کی مرضی اور مزاج کے مطابق لوگ چلے، اس کو ناز کہتے ہیں۔ یہ خود پسندی کے بعد کا درجہ ہے۔ جب انسان جزاء اور بدلے کی امید رکھے۔ بندے تو بندے اللہ سے بھی ناز

---

[9] امام غزالیؒ، احیائے علوم الدین، مترجم: محمد صدیق ہزاروی، جلد: 3، ص: 834، پرنٹر: کارواں پریس ، لاہور

[10] امام غزالی، احیائے علوم الدین، جلد: 3، ص: 835

کرتاہے کہ اس کی دعاؤں کورد نہیں کرتا(اسے اپنے علم وعبادت وغیرہ پر زیادہ اعتبار ہوتا ہے۔) قبولیت پر اتراتا ہے اور رد ہونے کو دل سے ناپسند کرتا یہی رویہ انسان سے بھی ہوتا ہے کہ وہ میری مرضی کے مطابق چلیں گے۔(11) ہے جبکہ کسی فاسق کی دعا کے رد ہونے پر اسے تعجب نہیں ہوتا

3) خود پرست صحیح علم اور صحیح رائے کو قبول نہیں کر سکتا کیونکہ اپنے گمان میں وہ کامل ہے لہذا اس کی سوچ اور فیصلہ دونوں ٹھیک ہیں(اس کے خیال میں)

"قرآن مجید میں فرمایا گیا-اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۔ (12) "

تو کیا وہ شخص جس کے لئے اس کا برا عمل سنوارا گیا وہ اسے اچھا خیال کرتا ہے"۔

وہ اپنی رائے پر اتراتا ہے اور اس پر ڈٹ جاتا ہے جو اختلاف کا باعث بن کر، اسکے اور اس کے رب، بندوں اور رشتوں کے درمیان فاصلوں کو بڑھاتا ہے نفس کی (13)۔خود پرست یقین رکھتا ہے کہ وہ ہی درست تجزیہ کر سکتا ہے اور صحیح نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔ حدیث نبوی ہے۔فاماالھویٰ فیصد عن الحق۔ خواہش حق بات قبول کرنے سے روکتی ہے۔

4) خود پسندی اور ناز، تکبر کی وجوہات ہیں۔ تکبر کے دو عوامل ہیں ا)۔لوگ جن پر تکبر کیا جائے۔ ب)۔ عمل جس کے ذریعے تکبر کا اظہار کیا جائے ۔متکبر اپنے (برتر) اور دوسرے شخص یا اشخاص (حقیر/کمتر) دونوں کے مقام کا تعین کرتا ہے۔ جبکہ خود پسندی میں خود پسند اکیلا بھی ہو سکتا ہے۔ متکبر ۔، برابری متکبر کو پسند نہیں کیونکہ اس کی انفرادیت ختم ہو جائے گی۔ صورت حال کی تبدیلی کو قبول نہیں کر سکتا(جو (14) عظمت ذات میں مبتلا ہوتا ہے اس کے مزاج کے خلاف ہو)۔ سمجھتا ہے کہ اعتراض کرنا اس کا حق ہے کیونکہ اس کے خیال میں اس کا معیار بہت بلند ہے۔ یہ اعتراض اصلاح کی بجائے دوسروں کی تحقیر کے لئے ہوتا ہے اسے ہر صورت اپنے بلند مقام (اپنی سوچ میں) کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔اپنی جھوٹی عزت کے لئے ہمیشہ سچ نہیں ، بول سکتا، کینہ رکھتا ہے، حسد رکھتا ہے

---

[11] ایضا، ص:835

[12] سورۃ فاطر، آیت 8

[13] امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری، مشکوۃ شریف، کتاب الرقاق، حدیث : 4984

[14] ایضا، ص:769۔

(5۔خود پرست مال پر اتراتا ہے۔مال سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے مقاصد اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے۔اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے : انَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَن کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرًا-([15])

خدا کسی اترانے والے اور بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

ان مادی اشیاء (شاندار گاڑیاں گھر،لباس،صدقہ خیرات وغیرہ) کے ذریعے دوسروں پر اپنی برتری جتاتا ہے۔مال کے ساتھ کمی یا خاتمے کا ایک خوف ہمیشہ جڑا ہوتا ہے اور یہ خوف انسان کو مزید دولت کے حصول کی جانب راغب کرتا ہے اور اسے حریص بنا دیتا ہے۔

۔خود پرستی کا اہم عنصر جاہ کی طلب ہے۔جاہ کا مطلب وصف کمال (علم، حسن وجمال،نسب،اخلاق،ولایت،بدنی قوت وغیرہ) کا اعتقاد پیدا کرکے (6 لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام بنانا ہے۔تاکہ اپنی فرمانبرداری کرواسکے۔بعض اوقات معتقد عدم کمال کو بھی کمال سمجھ لیتا ہے۔یہ دل کے جھکاؤ کی ایک حالت (جو ایک انسان کی دوسرے انسان کی طرف ہوتی ہے۔) ہے۔دل کی حالت اعتقاد،علوم اور تخیل کے تابع ہوتی ہے۔دلوں کا مالک ہونا مقاصد اور خواہشات کو پورا کرنے کا سبب ہے۔جاہ ومرتبہ،مال کے ساتھ ساتھ آسائشوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔عقیدت مند ایک اشارے کے منتظر ہوتے ہیں ،وہ اس کو سعادت سمجھتے ہیں اور خود پرست اس سے لذت حاصل کرتا ہے۔اسکے نفس کو سکون ملتا ہے۔وہ اپنے اثر کے دائرہ کار کو مزید وسعت (زیادہ کی خواہش،کمی کا خوف) دینا چاہتا ہے۔جتنی اسے وسعت ملے گی،اتنی ہی خود پرست کے نفس کو تسکین ملے گی۔وہ زیادہ سے زیادہ دلوں کو مسخر کرنا چاہتا ہے ۔امام غزالی اس کی ایک عمدہ توجیہہ پیش کرتے ہیں۔[16] ۔تاکہ اس کا مقام اور مرتبہ بلند ہو اور اس کی تعظیم کی جائے

۔ ([17])انسان،حیوانات (کھانا۔افزائش نسل،جھگڑا۔۔)،شیطان (مکروفریب،دھوکہ،سازش۔۔)اور ربانی صفات (تکبر،عظمت وغیرہ) کا مجموعہ ہے قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ [18] ۔

" اور (لوگ) آپؐ روح کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ فرمادیجیئے روح میرے رب کے حکم میں سے ہے"

---

[15]سورۃ النساء،آیت:36

[16]ایضا،ص:626

[17]ایضا،ص:630

[18]سورہ اسراء،آیت:85

یعنی روح امر ربانی ہے۔اس لئے انسان فطری طور پر ربوبیت (رب بننا) پسند ہے۔ربوبیت کا مطلب ہے کمال میں یکتا ہونا اور مستقل وجود میں یگانہ ہونا۔ اس وجہ سے انسان چاہتا ہے کہ وہ سب سے منفرد اور خاص ہو تا کہ وہ یکتا رہے۔کسی اور کا اس جیسا ہونا یا اس جیسا وصف رکھنا اس کی انفرادیت کو ختم کر[19] دیتا ہے جو اس کے لئے تکلیف اور بے چینی کا باعث بنتا ہے۔ساتھ ہی اس کے جیسے (ذات میں یا صفات میں) کسی اور کا ہونا، اس کے اختیار اور طاقت (مثلا ایک علاقے میں دو حاکموں کا ہونا، اختیار کو تقسیم کرنے کی صورت میں ممکن ہے) کو کم کرنے کی وجہ بنتا ہے۔جو کہ ایک خودپرست بالکل برداشت نہیں کر سکتا۔اس لئے اس کے نفس میں انتہائے کمال تک پہنچنے کی خواہش ہوتی ہے مگر وہ اس سے عاجز ہوتا ہے کیونکہ انسان کامل ہے ہی نہیں، پھر بھی اکملیت کوئی اس کا اظہار زیادہ کرتا ہے کوئی کم۔خودپرست ریاء (عبادات کے[20]" کی چاہ ختم نہیں ہوتی۔یعنی ہر انسان میں فرعونیت ہوتی ہے۔"انا ربکم الاعلیٰ ذریعے دلوں میں مرتبہ پیدا کرنا) کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو اپنی جانب مائل کرتا ہے۔تاکہ اسے نیک و عبادت گزار سمجھ کر اس کی توقیر کی جائے۔

جاہ کے نتیجے میں مدح سرائی پیدا ہوتی ہے[21]

7) جب کسی کی صلاحیت کا یقین کیا جاتا ہے تو زبان پر اس کی تعریف جاری ہوتی ہے۔خودپرست اپنی تعریف کو پسند کرتا ہے، خواہ جھوٹ یا مبالغہ ہی کیوں نہ ہو، اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔اپنی تعریف سن کر اسے اپنے خاص ہونے کا اور دوسرں کے متاثر ہونے کا ادراک ہوتا ہے۔اگر اسے اپنے کمال میں شبہ ہو تو تعریف سن کر اس کا شک یقین میں بدل جاتا ہے۔یہ اس کے لئے باعث لذت ہوتا ہے۔ وہ بار بار اس لذت کو حاصل کرنا چاہتا ہے، اپنے[22] سکون اور خوشی کے لئے وہ دوسروں کے الفاظ کا محتاج ہوتا ہے۔ایک خودپرست کے لئے سکون آور ادویات کے مثل ہے اگر اس میں کمی ہو تو وہ بے چین ہوتا ہے، تکلیف محسوس کرتا ہے۔ہر حال میں اس خاصیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے جو باعث ہو، اور لوگوں کی توقعات کے مطابق رکھنا چاہتا ہے تا کہ اسے تعریف ملتی رہے مثلاً اگر کوئی بہت خوش لباس ہے۔ محفل میں اپنے سٹائل اور انداز سے دوسروں کی تعریف حاصل کرتا ہے ایسا انسان کسی بھی حالت (خواہ مالی حالات اچھے ہو یا برے۔) میں اپنے لباس و انداز پر سمجھوتہ نہیں کرتا کیونکہ اسی خاصیت کی وجہ سے اسے تعریف ملتی ہے۔یہ اسے اپنے خاص ہونے کا احساس دلاتی ہے۔اس کے اعتماد کا انحصار اس کے لباس پر ہوتا ہے۔عام یا درمیانے لباس میں بے چین و بے سکون ہوتا ہے۔

---

[19] امام غزالیؒ، احیائے علوم الدین، جلد:3، ص:630
[20] سورہ النازعات، آیت:32
[21] امام غزالیؒ، احیائے علوم الدین، ایضا، ص:627
[22] ایضا، ص642

International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
https://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/index *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.3 (2024)
(July-September)

کسی کی نعمت کے لئے ناپسندیدگی اور زوال کی خواہش رکھنا، حسد کہلاتا ہے۔ فتنہ ([23]) تکبر اور خود پسندی، حسد کے اسباب میں سے دو اہم اسباب ہیں۔(8 ام یحسدون الناس علیٰ ماآتاھم من ([24])وفساد کی وجہ سے کسی کافر یا بدکار کی نعمت کا خاتمہ یا کمی چاہنا جائز ہے۔ حسد اللہ کے امر پر ناراضگی کا اظہار ہے۔ "کیا وہ لوگوں سے اس فضل ورحمت پر حسد کرتے ہیں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی" ([25]) فضلہ

حسد عموماً ہم مرتبہ و ہم رتبہ (مثلاً عالم عالم سے، طالب علم طالبعلم سے، افسر افسر سے، سیاست دان سیاست دان سے) میں ہوتا ہے۔ خود پرست اپنے ہم عصروں میں خود کو برتر دیکھنا چاہتا ہے، اسے برابری پسند نہیں۔ ہم عصروں سے عدم مساوات کا خوف بعض لوگوں میں احساس کمتری یا دوسری طرف احساس برتری (تکبر) پیدا کرتا ہے جس سے ایک منفی مقابلے کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اگر مقابلہ ممکن نہ ہو تو دوسرے کی نعمت کے خاتمے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ جب ایسی صورت حال ہو تو اندرونی منفی جذبے کی وجہ سے ناپسندیدہ رویے یا کام سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً حسد کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے ان کو کنویں میں پھینکا اور بھائی جیسے رشتے پر حسد کا منفی جذبہ غالب آیا۔ اس صورت حال کا امکان ہر رشتے اور تعلق میں موجود ہے

قرآن میں فرمایا گیا۔

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ [26]

"جب کہ ان کے بھائیوں نے یوں کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم سب مل کر پوری ایک جماعت ہیں۔ بلاشبہ ہمارے والد کھلی غلطی پر ہیں"۔ حضرت یوسف سے باپ کی محبت کے سبب وہ حسد کرتے تھے اور اسی وجہ سے ان کو کنویں میں پھینک دیا۔ یہود نے خود پرستی اور حسد کی وجہ سے حضورؐ کی نبوت کا انکار کیا۔ اپنے سواء کسی اور کے لئے نبوت کی نعمت ان کو گوارا نہیں تھی، حق کو جھٹلایا اور مسلمانوں کے زوال کے متمنی رہے۔

خلاصۃ البحث :

خود پسندی یا نارسیسسزم کو دونوں نقطہ نظر سے دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دونوں میں کافی مماثلت ہے۔ دونوں میں خود پسندی کی جائز و ناجائز اقسام ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اسلامی علم نفس روح، نفس، قلب اور عقل پر مشتمل ہے۔ (یہ مذہب ہی کا حصہ ہے) انسان کو بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے خدا

---

[23] ایضا، ص 433

[24] ایضا، ص:426

[25] سورۃ النساء، آیت:45

[26] القرآن، سورۃ یوسف، آیت:8

بننے کے لئے نہیں اور یہ نفس پر دباؤ ڈالنے کا نام ہے۔ نفس پر دباؤ ڈالنے کا مقصد اس کی تربیت ہے اور یہی اخلاق حسنہ کا تقاضہ ہے۔ قرآن و حدیث میں زندگی کے پہلو سے متعلق اصول دیئے گئے ہیں۔ جن سے اجتماعی اور انفرادی سطح پر ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جبکہ سائیکالوجی ذہن اور رویہ کے مطالعہ کا نام ہے۔ شاید اس میں انسان کو محدود سطح پر پڑھا جاتا ہے۔ اس میں مسلسل تحقیق جاری ہے ممکن ہے کہ ایک وقت آئے جب روح کو بھی اس میں شامل نارسیسزم میں اس کے اثرات متاثرہ شخص کی اپنی ذات پر اور اس سے متعلقہ افراد پر اثر کو دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام میں خود پرستی کی وجہ ۔ کیا جائے حقوق العباد کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کے خلاف ورزی بھی ہوتی ہے۔ اور رائی برابر تکبر قابل قبول نہیں۔ کیونکہ خود پرست بہت زیادہ عظمت کی چاہ میں بہت کچھ تباہ کر دیتے ہیں(مثلاً فرعون، نمرود، ایڈولف ہٹلر)۔ اس کائنات میں یکسانیت کا نہ ہونا ہی اس کی خوبصورتی ہے۔ تمام انسانوں کے ظاہری حالات اور طرز زندگی یکساں نہیں، مراتب میں فرق ہے اور یہی قدرت کا قانون ہے۔ اگر اس اصول کو مان لیا جائے تو انسان کے لئے زندگی میں دوسروں کے صفات و کمالات کو تسلیم کرنے میں دقت نہیں ہوتی۔

وہ اپنے سینوں میں اس چیز "[27]لَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ کے بارے میں کوئی حاجت نہیں پاتے جو ان کو دی گئی اور اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، خواہ انھیں سخت حاجت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں" یہ ان لوگوں کی تعریف ہے جو دوسروں کی نعمت سے تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ لوگ جن پر اللہ کا کرم ہے، ان کو نعمتوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے، وہ اپنے اندر تواضع پیدا کرے تو ان کے اندر احساس تکبر پیدا نہیں ہوگا۔ ہر خصلت یا عمل اگر اعتدال کے ساتھ ہو اور حد سے تجاوز نہ کیا جائے تو وہ شخصیت کو مضبوط اور مثبت بناتا ہے ورنہ ذہنی بیماریاں کے علاوہ خاندان/اولاد بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے قرآن ترجمہ: عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ یعنی تکبر اور غرور کو چھوڑ کر ([28]وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۔ میں عاجزی کو افضل قرار دیا ہے عاجزی اختیار کرنے والے خوش و مطمن ہوتے ہیں۔ اس عمل سے دوسرں کے ساتھ ساتھ اپنے اندر کی اذیت کو بھی ختم کرتے ہیں۔

[27] الحشر، آیت:9

[28] القرآن، سورہ الحج، آیت:34، 35